نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کے اثبات میں قرآنی استدلالات کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر عثمان احمد*

The famous controversial issue has been discussed in this article in perspective of Quranic evidences that are produced to prove that the Holy Prophet was bewitched by sorcery. The article analyses the validity of evidences and its implications if are accepted. A majority of Islamic scholars are of the opinion that the Holy Prophet (s.a.w.) was enchanted by a Jewish woman and under the impact of magic his memory was little disturbed for some days. The article investigates and evaluates these evidences and examines their validity on logical and rational bases. The methodology of Quranic interpreters and Islamic scholars has also been taken under review to find out misunderstandings, errors, flaws and deviations that had been occurred in reasoning process. However the article has not been based on the point of view that the traditions narrated in this regards are unauthentic or false. Furthermore the article also do not claim that all scholars who are of the view that Holy Prophet was bewitched , are deviated or on the wrong way. The only objective of the article is to analyze the Quranic evidences presented in supports of the claim that the Holy Prophet was bewitched by sorcery.

اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو حفاظت حقیقی ومعنوی عطا فرماتے ہیں اور ان کو عصمت کے ایسے شرف سے نوازتے ہیں جو ان کی طبعی وروحانی زندگی دونوں پر محیط ہوتا ہے۔ اس عصمت وحفاظت کا الٰہی انتظام اس طور پر ہوتا ہے کہ امتیوں کو انبیاء کے مقامِ بشریت اور مقامِ رسالت میں کوئی التباس واشتباہ نہ لاحق ہو۔ بشریت کے اقتضاءات کو بھی قایم رکھا جاتا ہے اور رسالت ونبوت کے لازمات میں کسی عیب کے آجانے کے وہم سے بھی محفوظیت بخشی جاتی ہے۔ بسا اوقات بشریت ونبوت کا تلازم ایسا ہوتا ہے کہ اہل علم کے مابین حد فاصل کھینچ کر بالکل متعین کر دینا باعث اختلاف ہو جاتا ہے کہ اس مسئلہ کا تعلق پیغمبر کی بشریت کے اقتضاءات سے ہے یا نبوت ورسالت کے لوازمات سے۔ انہی مختلف فیہ مسایل میں ایک مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو ہو جانے کا ہے۔ علماء کے ایک طبقہ نے اس کو بشریت کے مقتضیات سے منسلک کیا

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

اور دیگر طبعی وجسمانی عوارض پر قیاس کرتے ہوئے اس کو نبوت کے منافی نہیں سمجھا۔ جب کہ علماء کے دوسرے طبقہ نے اس کو نبوت کے ساتھ منسلک سمجھا اور اس کو طبعی وجسمانی امراض سے جوہری اعتبار سے مختلف سمجھا۔ اس لیے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو ہو جانے کی روایات کو مرجوح قرار دیا۔

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے سبب نزول کے تناظر میں مفسرین کی اکثریت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو ہو جانے کی روایات کو بیان کیا ہے اور ان کو درست سمجھا ہے۔ (۱) اسی طرح بالعموم متکلمین و فقہاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کے اثر انداز ہو جانے کے قایل ہوئے۔ لیکن علماء کا ایک قلیل گروہ قرآنی نصوص کی بعض تصریحات کے باعث اس کا قایل نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو ہوا۔ ان میں حنفیہ کے سرخیل علامہ جصاص ؒ بھی شامل ہیں۔

علامہ جصاص فرماتے ہیں:

''وہ جادوگر کے اس فعل کے امکان و جواز کے بھی قایل ہو گئے جو انتہائی سخت اور قبیح ہے اور انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا گیا اور جادو نے آپ پر اثر بھی کیا۔ یہاں تک کہ آپ کے خیال میں آتا کہ کوئی میں کوئی بات کر رہا ہوں یا کوئی کام کر رہا ہوں حالانکہ آپ نے کوئی بات نہ کی ہوتی اور نہ کوئی کام کیا ہوتا۔ اور ایک یہودی عورت نے آپ پر خوشہ کھجور کے غلاف میں کنگھی میں اور سر سے نکلے ہوئے بالوں میں جادو کیا، یہاں تک کہ جبریل نے آ کر آپ کو اطلاع دی کہ یہودیہ نے تم پر خوشہ کھجور کے غلاف میں جادو کیا ہے اور یہ کنویں کے ایک پتھر کے نیچے رکھا ہوا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوشے کو نکالا اور آپ سے جادو کا یہ عارضہ زایل ہو گیا۔ حالانکہ اللہ نے کفار کے دعوے کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا کہ

وقال الظالمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا (۲)

اور ظالم لوگ کہتے ہیں کہ تم اس شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کیا گیا۔

اور اس قسم کی اخبار و روایات ملحدین کی وضع کردہ ہیں جو رذیل اور ناقابل اعتماد لوگوں کے تلعب کا نتیجہ اور معجزات کے ابطال و ان میں رد و قدح کا ذریعہ ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ معجزہ اور جادو ایک ہی قسم کی چیزیں ہیں۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو انبیاء اور ان کے معجزات پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جادوگروں کے اس قسم کے افعال پر بھی یقین رکھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ (۳)

تو انہوں نے ان لوگوں کی تصدیق کر دی جن کی اللہ نے تکذیب کی تھی اور ان کے دعوے کا ابطال کیا تھا۔''(۴)

اس مضمون میں ان اہل علم کے قرآنی استدلالات کا تجزیہ کیا جائے گا جنہوں نے قرآنی نصوص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کے اثبات کا استنباط کیا ہے یا ان آیات کی تاویلات کی ہیں جو عدم سحر کی مستدل ہیں۔ اس مضمون کا مقصود صرف دلائل کا تجزیہ ہے نہ کہ اس مسئلہ میں راجح قول کو متعین کرنا۔ ذیل میں قائلین کے استدلالات مع تجزیہ پیش کیے جاتے ہیں۔

آیت ''اذ یقول الظالمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا '' کی تاویل

اس قرآنی آیت (۵) میں کفار کے اس قول کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسحور کہتے تھے۔ اس کی تاویل کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سحر ہو جانے کے قائلین کی طرف سے کہا گیا:

''اس آیت کے سیاق وسباق اور دوسری آیات کی روشنی میں غور کرنے سے معلوم ہوتا کہ کفار قرآن کو سحر کہتے تھے اور مسحور سے ان کا مقصد یہ تھا کہ کسی جادوگر نے ان کو تمام جادو جادو سکھایا ہے اور یہ اسے کلام الٰہی اور وحی خداوندی کے نام سے ہمارے سامنے پیش کرتا ہے''(۶)

تجزیہ

۱۔ کیا اس آیت کا مدلول یہ امر ہو سکتا کہ اہل کفر کے رجلا مسحورا کہنے کی تو مذمت ہے اور اہل ایمان کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رجلا مسحورا ماننے کی اجازت وجواز ہے؟

۲۔ کیا اس آیت کا مدلول یہ بات ہو سکتی کہ اہل ایمان کا حسن نیت کے ساتھ اور حسن سبب ومقصود کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسحور کہا جائز ہے؟ چونکہ اہل کفر کی نیت اور سبب ومقصود غلط ہوتا اس لیے ان کا مسحور کہنا باطل ومذموم ہے؟

۲۔ کیا اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل وقتی مسحور کہنے یا ماننے کی مذمت کی گئی ہے اور جز وقتی یا حادثاتی طور پر مسحور ماننے کی اجازت دی گئی ہے؟

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسحور مان لینا عام انسانی اعتبار سے اور دینی وروحانی اعتبار سے فضل وشرف ہے یا نقص وعیب؟

۴۔ سیاق وسباق کے اعتبار یہ معنویت بیان کی گئی کہ وہ قرآن کو سحر کہتے تھے تو سوال یہ پیدا ہوتا کہ انہوں

نے اس کی وجہ سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسحور کیسے کہہ دیا؟ کیونکہ قرآن سنانے والے اور لانے والے کو ساحر کہتے نہ کہ مسحور۔ جو جادو کر رہا ہو وہ مسحور کیسے ہو گیا۔ جادوگر نے جادو سکھا دیا تو جادوگر سے جادو سیکھنے والا جادوگر ہوتا یا جادوزدہ (مسحور)؟

سیاق وسباق میں موجود لفظ اساطیر الاولین سے واضح ہوتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسحور کیوں کہہ رہے تھے۔ مسحور وہ ہوتا ہے جس کی باتوں میں ربط وفہم باقی نہ رہے اور فاتر الذہن ہو کر باتیں کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایمانیات واعتقادات بالغیب اور ماقبل انبیاء واقوام کے قصص کی باتوں کی تردید میں اہل کفر یہ کہتے تھے کہ ان باتیں (نعوذ باللہ من ذالک) فاتر العقل انسان کی ہیں جس پر جادو چل گیا ہے۔ لہذا جو سیاق سے معنی بیان کر کے تاویل کی گئی ہے وہ مضبوط نہیں۔

۵۔ کیا جادو کے اثر انداز ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نسیان کا عارضہ لاحق ہونے کے بعد آپ پر مسحور کا اطلاق ہو گیا یا نہیں ہوا؟ اگر نہیں ہوا تو کس وجہ سے؟ اگر ہو گا تو کیا یہ مانا جائے گا آپ عارضی طور پر رجلا مسحورا ہو گئے تھے؟

آیت ولا یفلح الساحر حیث اتی ' کی تاویل

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا جہاں بھی وہ آئے۔ اس آیت کا متبادر مفہوم ساحر کی ناکامی ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی باطنی قوت اور روحانیت ایسی مضبوط تھی کہ بشری اعتبار سے آپ کے ساتھ منسلک شیطان بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت باطنیہ کے باعث مسلمان ہو گیا۔ (۷) جنات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے براہ راست دعوت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنات ایمان لائے (۸) پر جادو کا اثر نہ ہونا اس آیت سے ثابت کیا گیا۔ اس کی تاویل میں قائلین کی طرف سے کہا گیا

''یہ آیت ساحران فرعون اور موسیٰ'' کے مقابلے کے سیاق کلام میں آئی ہے اور سیاق کلام سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ساحر جہاں بھی اور جب بھی پیغمبر کے معجزے کے مقابلے میں آتا ہے تو ناکام ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ معجزہ اللہ کا فعل ہوتا ہے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور سحر جادوگر کا عمل ہوتا ہے اور بندہ کا عمل اللہ کے فعل کے مقابلے میں ظاہر ہے کیسے کامیاب ہو سکتا۔ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ساحر اپنے سحر سے نبی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا''

تجزیہ:

ا۔ اگر سیاق کلام سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ساحر جہاں بھی اور جب بھی پیغمبر کے معجزے کے

مقابلے میں آتا ہے تو ناکام ہو جاتا ہے۔ تو سیاق کلام اس کی بھی ہرگز تائید نہیں کرتا کہ ساحر جب کسی پیغمبر پر جادو کرتا تو کامیاب ہو جاتا۔

۲۔ اگر اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ساحر اپنے سحر سے نبی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا تو اس آیت سے یہ کیسے ثابت ہوتا کہ ساحر اپنے سحر سے نبی کو تکلیف پہنچا سکتا؟ جب دونوں باتوں کا عدم ثبوت ہے تو آیت کے ظاہری معنی لیے جائیں گے جو بہر حال جادوگروں کی ناکامی پر دال ہیں۔

ہاروت و ماروت کے جادو کی تعلیم سے استدلال

قرآن مجید نے سلیمانؑ کے عہد میں بابل شہر میں دو فرشتوں کے نزول کے ذریعے سحر کی آزمائش کی۔ حاروت و ماروت لوگوں کو ایسا سحر سکھاتے تھے کہ جس سے میاں بیوی کے مابین فساد پیدا ہوتا اور تفریق ہو جاتی۔

وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن فتنة فلا تکفر فیتعلمون منھما ما یفرقون به بین المرء و زوجه (۹)

اور جو بابل میں دو فرشتوں کو اتارا گیا تو وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ لیتے ہم تو محض آزمائش کے لیے آئے ہیں تو تم کفر اختیار نہ کرو، لیکن لوگ ان دونوں سے وہ (جادو) سیکھتے جس سے وہ میاں بیوی کے درمیان تفریق ڈال سکیں

ان آیات میں جادو کا ایسا اثر عبارت سے واضح ہے کہ اس سے زوجین میں جدائی پیدا ہو جاتی تھی۔ یہ اس بات پر دلیل ہے جادو انسانوں پر عمومی طور پر اثر انداز ہو سکتا اور اس میں پیغمبر پر اثر انداز نہ ہو سکنے کی کوئی تخصیص نہیں۔

تجزیہ

۱۔ جادو کا اثر انداز ہونا ایک حقیقت ہے لیکن آیات کا سیاق پیغمبر سلیمانؑ کے جادو کے ساتھ عدم تعلق کو واضح کرنا ہے۔ کیونکہ یہود جادو کو سلیمانؑ کا عملی ورثہ سمجھتے اور باور کراتے تھے۔ لہذا سیاق کلام ایک پیغمبر کی جادو سے برات کا اظہار ہے نہ کی جادو کے اثرات سے ان کے متعلق ہونے کا۔

۲۔ اس آیت کا مدلول عام انسان ہیں اور پیغمبر اس کا مدلول نہیں ہیں۔ اس کی تین وجوہ ہیں

(الف) جس وقت کا ذکر ہو رہا اس وقت پیغمبر سلیمانؑ ہیں۔ کوئی اور پیغمبر مخاطب ہی نہیں ہیں۔ لہذا اس

وقت ایک ہی پیغمبر حضرت سلیمان ممکنہ طور پر مراد و مدلول ہو سکتے۔ اور وہ یقیناً اس کا مدلول نہیں ہیں۔ کیونکہ اس جادو کے ذریعے ان کی کسی زوجہ کی تفریق نہیں ہوئی۔ نیز قرآن کی متعدد نصوص ان کے جنات وشیاطین پر مکمل اور غیر معمولی طاقت پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ پلک جھپکنے میں ملکہ سبا کا تخت ان کے پاس پہنچ جانا ان کے لیے اللہ کی طرف سے غیر معمولی قدرت کا عطا ہونا تھا۔ (۱۰) اللہ نے فرمایا:

ومن الشیاطین من یغوصون لہ و یعملون عملا دون ذالک و کنا لھم حافظین (۱۱)

اور شیاطین ان کے لیے غوطہ خوری کرتے (تاکہ موتی جواہرات نکالیں) اور دیگر کام بھی ان کے لیے کرتے۔ اور ہم ان کے نگران ومحافظ تھے۔

لہذا ہاروت وماروت کے جادو اثر حضرت سلیمانؑ پر نہ ہوا اور نہ کوئی دوسرے جادوئی وشیطانی اثرات حضرت سلیمانؑ پر پڑے۔

(ب) ھاروت وماروت جن کو جادو سکھانے آئے وہ عام لوگ تھے نہ کہ پیغمبر۔ نیز ھاروت وماروت نے جادو سکھایا تو ان کے مقصودِ آزمائش کی کسی طور بھی یہ جہت نہیں تھی کہ انہوں سکھایا ہو کہ پہلے اس جادو کو حضرت سلیمانؑ (یا بالفرض کوئی اور پیغمبر موجود ہو) یا کسی دوسرے پیغمبر پر آزمائیں۔

(ج) آیت میں **وکنا لھم حافظین** اس کا رد کرتی ہے کہ شیاطین کے جادوئی اثرات پیغمبروں تک پہنچتے تھے۔

۳۔ **علی سبیل التنزل**: ان آیات میں جادو کے پیغمبر پر اثر انداز ہونے یا نہ ہونے دونوں کا ذکر نہیں۔ لہذا اگر یہ دلیل نہیں ہے تو دونوں گروہوں یعنی قائلین ومانعین دونوں کے لیے دلیل نہیں ہے۔

فرعون کے دربار میں جادوگروں کے جادو کے اثرات سے استدلال

قرآن کی آیت "یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ" (۱۲) کی آیت دلیل ہے کہ پیغمبر پر جادو ہو سکتا ہے۔ عبداللہ بن علی النجدی القمیصی لکھتے ہیں

"فتغیر قدامہ الاشیاء و یظنھا علی غیر ما ھی علیہ فلا آیۃ مثل الحدیث" (۱۳)

(موسیٰ) کے سامنے اشیاء کی ہیئت تبدیل ہوگئی اور انہوں نے ان کو وہ گمان کیا جو وہ نہیں

تھیں پس (جادو کے وقوع) میں یہ آیت مثل حدیث کے ہوگئی۔

اس استدلال پر درج ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

ا۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کو کوئی عارضہ کا لاحق ہونا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس عارضہ کے لاحق ہونے کا ثبوت ہے؟ یہ اصول خود محتاج دلیل ہے۔ صفت نبوت کا اشتراک جمیع صفات کو باہم مطابق و مساوی ہونا لازم نہیں کرتا۔ حضرت موسیٰؑ سے خطاءً قبطی کا قتل ہونا (۱۴)، موسیٰؑ کا بھائی کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کے کھینچنا (۱۵)، موسیٰؑ کو فوطوں کے یا برص کے مرض لاحق ہونے کا ان کی امت کو وہم ہونا (۱۶)، کیا ان سب کا موسیٰؑ میں ہونا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بالفعل موجود ہونے کا ثبوت ہے؟ حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے **واللہ یعصمک من الناس** (۱۷) کا وعدہ نہیں فرمایا تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے **واللہ یعصمک من الناس** کہہ کر حفاظت کا وعدہ فرمایا۔

۲۔ اس آیت میں موسیٰ پر جادو ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ **سحروا اعین الناس** (۱۸) قرآن نے کہا ہے۔ الناس کا مصداق یا اس میں موسیٰؑ کا شمول کس دلیل کے تحت ہے؟ الناس میں خود جادوگر بھی شامل ہیں؟ کیا انہوں نے اپنی آنکھوں پر خود ہی جادو کیا؟ کیا انہوں نے فرعون پر بھی جادو کیا؟ اگر فرعون اور خود ان کی ذات اس اعین الناس سے مستثنیٰ ہے تو موسیٰؑ کیوں مستثنیٰ نہیں ہیں۔

۲۔ "**یخیل الیہ**" یعنی خیال گزرنا موسیٰؑ پر جادو کا اثبات نہیں۔ کیونکہ فرعون نے موسیٰؑ کو مقابلہ کی دعوت دی۔ اس نے جادوگر اکٹھے کیے۔ موسیٰ علیہ السلام کو پوری طرح معلوم تھا کہ یہ جادوگر ہیں۔ موسیٰ نے ان کو دعوتِ ایمان دی۔ پھر جادوگروں سے کہا "**القوا ما انتم ملقون**" (۱۹) ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو۔ کیا موسیٰ نے **القوا ما انتم ملقون** سے مراد یہ لی مجھ پر جادو کرو؟ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یہ مجھے مسحور کرنے لگے اور وہ پھر بھی اس منکر پر راضی ہوئے اور خود پر جادو کروالیا؟

۳۔ لاٹھیوں اور رسیوں کا سانپ بن کر چلتے نظر آنا موسیٰؑ کو معلوم تھا کہ حقیقت نہیں۔ نہ کہ آپ کو بھول گیا یا سمجھ میں نہ آئی یا حقیقت میں ان کو سانپ کی ماہیت میں تبدیل ہوتا سمجھ لیا۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کے مؤیدین اس آیت سے ان پر جس جادو پر اس سے استدلال کر رہے ہیں، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم نہ تھا کہ آپ پر جادو ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ جادوگر کون ہے؟

(۴) قائلین کے دعویٰ کے مطابق جادو کے اثرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات (ذہن و دماغ) پر پڑے۔ اس آیت سے فرعونی جادوگروں کے اثرات کا اثبات موسیٰ کی ذات پر نہیں بلکہ اصلاً نظر آنے والی اشیاء پر اور حبعاً

اس ماحول پر تھے جس میں موسیٰؑ موجود تھے۔ قرآن کے الفاظ "فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ "(موسیٰ نے دل میں خوف محسوس کیا) کے جواب میں کہا گیا کہ قلنا لا تخف انك انت الاعلی (ہم نے کہا ڈرو نہیں، بے شک تم ہی برتر رہو گے)(۲۰) اس سے واضح ہے کہ موسیٰ کو بتا دیا گیا کہ آپ محفوظ اور حالتِ امان میں ہیں۔ وہ آپ کو مسحور نہیں کر سکتے۔ نہ کہ یہ کہا گیا پہلے تم پر جادو ہو جائے گا۔ بعد میں ہم اس جادو کا خاتمہ کریں گے۔

۴۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں پر جادو ہو گیا تو آنکھیں بدن ہیں جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس جادو کا اثبات آیت سے استدلال کر کے کیا جا رہا وہ ذہن پر ہے۔ بھول جانا اور اشتباہ لاحق ہونا کہ یہ کام کیا ہے اور نہ کیا ہو یہ کان، ناک، آنکھ اور بدن کے دیگر اعضاء کا مسئلہ نہیں ذہنی مسئلہ ہے۔ آنکھ سے ذہن پر جادو کے قیاس کا کیا تعلق ہے؟ اصل وجہء اختلاف تو قائلین کا یہ مان لینا ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذہن اور حافظہ متاثر ہوا۔ ورنہ محض جسمانی درد ہوتا تو اختلاف کی وجہ ہی ختم ہو جاتی۔

۵۔ اس آیت میں معجزے اور جادو کا مقابلہ تھا۔ جو علی رؤس الاشھاد تھا۔ اور نتیجہ نبوت کا غلبہ واثبات ہوا۔ جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس جادو کا ثبوت اس آیت کو بنایا گیا وہ نہ تو اظہار معجزہ وغلبہء نبوت کا فائدہ دیتا ہے، نہ عامۃ الناس کے سامنے ہوا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی۔ جادو کے اثر کے کچھ عرصہ بعد بذریعہ خواب معلوم ہوا کہ جادو ہوا۔ جبکہ موسیٰ کے واقعے میں جادوگروں کا فن کا مظاہرہ کرنا واضح ہے اور جادوگر شکست کھا کر خود مؤمن بن گئے (۲۱) یہاں یہود یہ جادو کرنے میں کامیاب ہوئی اور ایمان بھی نہیں لائی۔

نسیان موسیٰؑ اور یوشع بن نون سے استدلال

نسیان ایک طبعی عارضہ ہے۔ قرآن سے ثابت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے شاگرد بھول گئے تھے

فلما بلغا مجمع بینھما نسیا حوتھما فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا (۲۲)

جب وہ دونوں سمندروں کی ملنے کی جگہ پہنچے تو اپنی مچھلی کو بھول گئے۔ اس نے سمندر کی طرف عجیب طریقے راہ پکڑی۔

سحر کی وجہ سے بعض چیزیں یاد نہیں رہتیں تو اس کے بغیر بھی انبیاء کو نسیان ہو جاتا ہے لہذا نسیان کا لاحق ہونا اظہار بشریت ہے نہ منافیء نبوت۔ عبداللہ بن علی القصیمی لکھتے ہیں:

فما کان جوابا لھم عن النسیان کان جوابا لنا عن السحر (۲۳)

جوان کی طرف سے (اس) نسیان کا جواب ہوگا وہی جواب ہمارا سحر کے نسیان پر ہوگا۔

تجزیہ

(الف) اس پر سوال یہ ہے کہ کیا ایک وجہ نسیان دوسری وجہ نسیان کو لازم کرتی کہ اس عارضے کے باعث بھی نسیان مانا جائے؟ انبیاء تقاضائے بشری کے باعث بھول جاتے تھے تو کیا اس سے لازم ہو گیا کہ ہم ہر عارضہ سے پیغمبر بھول جانا مشروع مان لیں؟ اگر یہ اصول درست ہو تو کیا جنون کے باعث بھی پیغمبر کے نسیان کو عقلاً اور شرعاً ماننا درست ہوگا؟

(ب) عارضہ جسمانی کا سبب طبعی وفطری ہوتا۔ جادو کا اثر شیطانی ہوتا۔ طبعی نسیان اور شیطانی اثرات کا نسیان ایک ہی چیز ہے؟

(ج) بشری تقاضوں سے بھول جانے سے تو تشریعی امور میں بھول جانے کے احکامات کا ملنا حکمت ہوئی تو جادو سے نسیان لاحق ہونے میں کون سی شرعی حکمت پوشیدہ ہے؟

(د) اگر ہر اس فعل سے جو انسانوں نے پیغمبروں کے ساتھ کیا اور اس کے باعث ان طبعی، جسمانی یا ذہنی اذیت ونقصان پہنچا، اس بات کا ثبوت ہے کہ جادو کے ذریعے بھی ایسے نقصان پہنچنے کو جائز اور درست سمجھا جائے تو اس کا نتیجے میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ انسانوں نے اللہ کی کتابوں میں جس طرح تحریف کی اسی طرح شیاطین نے بھی کتب سماویہ میں تحریف کی۔ اگر یہ مان لیا جائے تو قرآن کی محفوظیت کا کیا ثبوت ہوگا کہ جنات وشیاطین اس میں تحریف نہیں کر سکے؟ اسی لیے امام رازی نے کہا

"بان شياطين الجن لو قدروا علىٰ تغيير كتب الانبياء و شرائعهم بحيث يبقى ذالك التحريف محققا فيما بين الناس لارتفع الوثوق عن جميع الشرائع وذالك يُفضِي الى الطعن فى كل الاديان. فان قيل: اذا جوَّزتم ذالك على شياطين الانس فلِمَ لا يجوز مثله علىٰ شياطين الجن؟ قلنا: الفرق ان الذى يفعله الانسان لا بد وان يظهر من بعض الوجوه، اما لو جوزنا هذا الافتعال من الجن وهو ان نزيد فى كتب سليمان بخط مثل خط سليمان فانه لا يظهر ذالك و يبقى مخفيا فيفضى الى الطعن فى جميع الاديان"(۴۳)

اگر جن شیطانوں کی یہ طاقت تسلیم کر لی جائے کہ وہ انبیاء کی کتب مقدسہ اور ان کی

شریعتوں میں تحریف پر قادر ہوئے اور اس طرح یہ تحریف لوگوں کے درمیان موجود و مروج ہوئی تو اس کو مان لینے سے تمام شریعتوں پر یقین اٹھ جائے گا۔ اور یہ امر تسلیم کر لینا تمام ادیان پر طعن کی طرف لے جائے گا۔ چنانچہ اگر کہا جائے گا کہ جب تم اس بات کے جواز کے قایل ہو کہ انسانی شیاطین نے تحریف کا کام کیا تو اس کے کیوں قایل نہیں ہو کہ جناتی شیاطین بھی اسی طرح کر سکتے؟ تو ہم کہیں گے کہ انسان کو کچھ کرتا ہے وہ بہت سی وجوہات کی بنا پر ظاہر اور منکشف ہو جاتا ہے لیکن اگر ہم جنات سے اس امر کے جواز کے قایل ہو جائیں تب پھر ہم یہ مان لیں کہ انھوں نے سلیمانؑ کے خط میں کتابت کر کے کتابوں میں جو اضافہ کیا وہ ہو گیا۔ وہ ظاہر نہیں ہوا اور وہ مخفی ہی رہا تو اس بات کا نتیجہ اور کچھ نہیں تمام ادیان پر طعن وارد ہو۔

سنقرئك فلا تنسىٰ الا ما شاء الله سے استدلال

آیت سنقرئك فلا تنسىٰ الا ما شاء الله (۴۵) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نسیان کا واضح ثبوت ہے۔ جادو کے نسیان اور طبعی نسیان میں کوئی فرق نہیں۔

تجزیہ

۱۔ سنقرئك فلا تنسىٰ الا ما شاء الله سے نصاً جس نسیان کا ثبوت ہے وہ قرآنی نسخ کے اعتبار سے نسیان کا ثبوت ہے۔

۲۔ یہ نسیان اللہ کے فعل و امر سے ہونا اس آیت میں واضح و ظاہر ہے۔ یہ حکم رحمان سے نسیان ہوا جب کہ جس نسیان کو اس دلیل سے ثابت کیا گیا وہ عمل شیطان سے ہوتا ہے۔ کیا اللہ کے فعل سے شیطانی فعل کے وقوع و جواز کو قیاس کیا جا سکتا؟

۲۔ فلا تنسىٰ سے اس کے علاوہ عدم نسیان کا اثبات ہے۔ تو یہ جادو سے نسیان کی نفی ہے۔

۳۔ جہاں نسیان کا شرعاً ہونا ضروری تھا اس کا قرآن نے نصاً ذکر کر دیا۔ اس کے علاوہ نسیان کا شرعی ضرورت ہونا ثبوت کا محتاج ہوگا۔

۴۔ اس آیت میں جمہور امت کے نزدیک میں قرآن کا نسخ کا مقصود ہے۔ کیا جادو کے ذریعے نسیان قرآن کا نسخ مقصود تھا؟ یا جادو کے ذریعے نسیان سے دیگر احکام شرعیہ کی منسوخیت ہوئی؟

۵۔ یہ آیت تو بالتوضیح حفاظت قلب و ذہن رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے دلیل ہے نہ کی جادو کے ذریعے

نسیان کے امکان کی۔

قرآن مجید سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کے اثبات کے استدلالات وتاویلات میں ضعف پایا جاتا ہے اوراس لیے اس سے نفسِ مسئلہ کا اثبات نہیں ہو پاتا۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری الخزرجی، الجامع لاحکام القرآن، تحقیق: احمد البردونی، ابراهیم اطفیش، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ، طبع دوم، ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء، ج ۲۰، ص ۲۵۴

☆ لباب التأویل فی معانی التنزیل، الخازن، علاء الدین، علی بن محمد بن ابراہیم، تحقیق: محمد علی شاهین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۵ھ، ج ۴، ص ۴۹۹۔

☆ مفاتیح الغیب، الرازی، ابوعبداللہ محمد بن عمر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع سوم، ۱۴۲۰ھ، ج ۳۲، ص ۳۶۸

☆ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، آلوسی، ابو الفضل محمود، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۳۰، ص ۲۸۲

۲۔ الفرقان۔ ۸ ۳۔ طٰہٰ۔ ۶۹

۴۔ الجصاص، ابوبکر بن علی، الرازی، الحنفی، احکام القرآن، تحقیق: محمد صادق القمحاوی، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۱، ص ۶۰

۵۔ بنی اسرائیل۔ ۴۷

۶۔ گوہر رحمان، مولانا، علوم القرآن، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، ج ۲، ص ۵۹۲۔ ۵۹۳، ۲۰۱۴ء

۷۔ النیسابوری، ابوالحسین مسلم بن حجاج،، الجامع الصحیح (صحیح مسلم)، دار الجیل بیروت، ۱۳۳۴ھ، باب القرین، حدیث نمبر ۷۲۱۲، ج ۸، ص ۱۳۹

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس کے آخری الفاظ ہیں "قالت: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اومعی شیطان؟ قال: نعم، قلت: ومع کل انسان؟ قال: نعم، قلت: ومعک یا رسول اللہ؟ قال نعم: ولکن ربی اعاننی علیہ حتی اسلم۔

۸۔ الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۹، ص ۲؛ الحاکم، ابوعبداللہ النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، اشراف:

ڈ۔ یوسف المرعشلی، دار المعرفۃ بیروت، حدیث نمبر: ۳۸۵۷، ۳۸۵۸، کتاب التفسیر، ج ۲، ص ۵۰۳

۹۔ البقرۃ۔۱۰۲

۱۰۔ النمل۔۱۹

۱۱۔ الانبیاء۔۸۲

۱۲۔ طٰہٰ۔۶۶

۱۳۔ القمیصی، عبداللہ بن علی النجدی، مشکلات الاحادیث النبویہ وبیانھا۔ص ۵۶، طبع ۱۴۰۶ھ، المجلس العلمی لاہور۔

۱۴۔ القصص۔۱۵، ۱۶

۱۵۔ الاعراف۔۱۵۱، طٰہٰ۔۹۳

۱۶۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، تحقیق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، دار طوق نجاۃ، طبع اول، ۱۴۲۲ھ، حدیث نمبر: ۳۴۰۲، باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام، ج ۴، ص ۱۵۶

۱۷۔ المائدہ۔۶۷

۱۸۔ الاعراف۔۱۱۶

۱۹۔ یونس۔۸۰

۲۰۔ طٰہٰ۔۶۷، ۶۸

۲۱۔ طٰہٰ۔۷۰

۲۲۔ الکھف۔۶۱

۲۳۔ مشکلات الاحادیث النبویہ وبیانھا۔ص ۵۳

۲۴۔ الرازی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع سوم، ۱۴۲۰ھ، ج ۳، ص ۶۱۸

۲۵۔ الاعلیٰ۔۶

☆☆☆☆☆